International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01,Jan-June 2024
PP: 1035-1049

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

سیاسی تنازعات کا اسلام میں تدارک

Resolution of Political Conflicts in Islam

Abida Rashid
PhD Candidate, Islamic Studies Department The University of Lahore.
Email: abidarasheed1972@gmail.com

Dr. Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, Islamic Studies Department The University of Lahore.
Email: drirrc2010@gmail.com

Abstract

Islam provides comprehensive guidelines for living, making it a complete code of life. The disputes we observe in the modern era can be resolved by referring to the numerous examples from the life of the Prophet Muhammad ﷺ. Additionally, the Quran contains many verses that provide clear instructions for resolving conflicts. The Prophet ﷺ not only eradicated disputes after the declaration of prophethood but also provided many examples of conflict resolution before his prophethood. Similarly, the concepts of forgiveness and retribution in the Quran both serve as means to prevent disputes. Belief in the oneness of God (Tawheed) in itself is a solution to many conflicts. The Quran teaches us to treat non-Muslims with kindness and not to resort to extremism in any matter. Furthermore, any issues that arise should be resolved through mutual consultation.

***Key Words**: Biography, Quran, Al-Sirat-ul-Nabawiyyah, prophethood .*

تعارف موضوع:

عصر حاضر میں تمام عالم مختلف تنازعات کا شکار ہے اور بلخصوص مسلمان دنیا کے ہر دوسرے خطے میں مسلمانوں کو صرف اسلیے اذیتیں دی جارہی ہیں کہ وہ مسلمان ہیں ان تنازعات سے نمٹنے کے لیے دین اسلام کہاں تک مدد کر رہا ہے قرآن اور سنت رسول ﷺ کس طرح رہنمائی فرمارہے ہیں

CC BY

سیاسی تنازعات کا اسلام میں تدارک

اسلام میں سیاسی تنازعات کا حل موجود ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی میں اعلان نبوت کے بعد طرح طرح کے تنازعات آئے لیکن آپ ﷺ نے اللہ کے فضل و کرم سے اسکو احسن طریقے سے حل کیا اور اسکے ساتھ ساتھ مدنی دور تو غزوات اور سریات سے بھرا ہوا ہے مگر نبی کریم ﷺ نے بہترین حکمت عملی سے اسکو حل فرمایا اور مسلمانوں کے لیے یہ ایک مشعل راہ ہے اور اللہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی کو مومنین کے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہر اس بندے کے لیے جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا[(1)]

ترجمہ "تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے"

(ا) دور جاہلیت میں امن قائم کرنے کے لیے آپ ﷺ کا کردار

آپ ﷺ نہ صرف اعلان نبوت کے بعد امن کے داعی ہوئے بلکہ آپ ﷺ شروع سے امن مہم کے فعال رکن ہوتے تھے آپ ﷺ کی عمر مبارک پندرہ سال کی تھی کہ جنگ فجار پیش آئی جس میں قریش اور بنو کنانہ حلیف تھے اور دوسری طرف قیس عیلان تھے یہ جنگ حرمت والے مہینوں میں لڑی گئی اس میں شروع سے ہی قیس عیلان جیت رہے تھے مگر بعد میں جنگ کا پانسہ پلٹا اور قریش اور بنو کنانہ جیت گئے جنکی سربراہی حرب بن امیہ کر رہا تھا، جنگ کے دوران ہی قریش کے ایک سردار عتبہ بن ربیعہ نے صلح کی درخواست کی جسکو بعد میں مان لیا گیا آپ ﷺ اس جنگ میں اپنے چچاوں کو تیر پکڑاتے تھے۔

"اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے گئے تھے اور اپنے چچاوں کو تیر تھماتے تھے"[(2)]

اس جنگ کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ایک حرمت والے مہینے میں ایک معاہدہ طے پایا جسکو تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے جانا جاتا ہے اس معاہدے کا مقصد عرب میں امن و امان قائم کرنا تھا اور مظلوم کی مدد کرنا تھا۔ کیونکہ عرب میں ڈاکو تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتے اور انکا کوئی پرسان حال نہ ہوتا یہ حقدار کو اسکا حق دلانے کے لیے معاہدہ قائم ہوا۔

اس معاہدے کی فوری وجہ یہ تھی کہ زبید کا ایک آدمی مال تجارت کے ساتھ مکہ آیا، اس سے عاص بن وائل نے سامان تجارت خریدا مگر اسکو رقم ادا نہ کی وہ شخص ابو قیس کی پہاڑی پر چڑھ کر اپنے دکھ کی داستان سنانے لگ گیا جس پر نبی کریم ﷺ نے اپنی کاوشوں سے اس بندے کو اسکی رقم دلوا دی اور اس بات پر زور دیا کہ کوئی ایسا معاہدہ ہونا چاہیے تاکہ ایسی نوبت نہ آسکے

"حلف الفضول (پاکیزہ لوگوں کا حلف) قریش فجار کی جنگ سے لوٹے تو یہ معاہدہ قائم ہوا اور یہ بہترین معاہدہ تھا زبیر بن عبد المطلب نے سب سے پہلے لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا نتیجتاً بنو ہاشم، بنو زہرہ، اور قبیلہ تمیم عبد اللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اس نے سب کے لیے کھانا تیار کیا، سب نے مل کر اللہ تعالیٰ کے نام پر عہد کیا، کہ ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے جب تک اسے اسکا حق نہیں مل جاتا"[(3)]

آپ ﷺ بھی اس معاہدے میں شریک تھے اور بعد میں اس میں شریک ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے تھے

"اس اجتماع میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے اور بعد میں شرف رسالت سے مشرف ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے میں عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر (دور) اسلام میں اس عہد و پیمان کے لیے مجھے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا"[4]

آپ ﷺ جب اپنی عمر کے پینتیسویں سال کو پہنچے تو خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا مسلہ پیش آیا جب خانہ کعبہ کی دیواریں حجر اسود نصب کرنے تک پہنچ گئیں تو ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ حجر اسود نصب کرنے کا یہ فریضہ انکے حصّے میں آئے لیکن یہ نیکی کا کام خطرناک تنازعہ کی شکل اختیار کر گیا اور ہر قبیلہ مرنے مارنے پر تل گیا تو ایک بزرگ آدمی ابو امیہ مخزومی نے اس تنازعہ کا یہ حل سوچا کہ کل جو سب سے پہلے مسجد حرام کے دروازے میں داخل ہو گا وہی فیصلہ کرے گا، اگلے دن نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تمام قوم خوش ہوئی اور کہا کہ صادق الامین تشریف لائے ہیں آپ ﷺ نے اس مسلے کو احسن طریقے سے حل فرمایا

"آپ ﷺ نے ایک چادر طلب فرمائی بیچ میں حجر اسود رکھا اور متنازعہ قبائل کے سرداروں سے کہا کہ آپ سب حضرات چادر کا کنارہ پکڑ کر اوپر اٹھائیں انھوں نے ایسا ہی کیا جب چادر حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اسکی جگہ پر رکھ دیا یہ بڑا معقول فیصلہ تھا اس پر ساری قوم راضی ہو گئی"[5]

(۲) اسلام میں تنازعات کو روکنے کے سدّباب

اسلام چونکہ ایک سلامتی والا دین ہے اس لیے تنازعات کو شروع ہونے سے پہلے ہی روکنے کے انتظامات کر رکھے ہیں اگر کوئی کسی بے گناہ کو قتل کرتا ہے تو اسکو پوری دنیا کے قاتل کے مترادف تصور کیا گیا ہے۔

مِنۡ أَجۡلِ ذَٰلِكَ كَتَبۡنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ مَن قَتَلَ نَفۡسَۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ أَوۡ فَسَادٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعٗا وَمَنۡ أَحۡيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحۡيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعٗاۚ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِٱلۡبَيِّنَٰتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرٗا مِّنۡهُم بَعۡدَ ذَٰلِكَ فِي ٱلۡأَرۡضِ لَمُسۡرِفُونَ[6]

ترجمہ "اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچائے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں اکثر لوگ زمین میں ظلم و زیادتی اور زبردستی کرنے والے ہی رہے۔"

اور اگر کوئی کسی کا قتل کرتا ہے تو اسکے لیے قصاص رکھا ہے تاکہ کوئی بھی کسی کو قتل کرنے سے پہلے اپنے انجام سے ڈرے اور اپنے مذموم ارادوں سے باز رہے۔ بلکہ قصاص میں بنی نوع انسان کی حیات رکھی ہے۔

وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ[7]

ترجمہ "عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اس کے باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مذید تنازعات کو ختم کرنے کے لیے قصاص سے بڑھ کے معاف کرنے کی ترغیب بھی دی ہے اگر کسی انسان کو کوئی دوسرا انسان نقصان پہنچاتا ہے تو وہ اس چیز کا بدلہ لے سکتا ہے اور نقصان پہنچانے والے کو اتنا نقصان پہچانے کی اجازت ہے لیکن اگر کوئی انسان اپنے نقصان کرنے والے کو معاف کر دے تو اللہ کے ہاں اس کا بہترین اجر ہے اس سے ثابت ہوتا

ہے کہ معافی بھی تنازعات کو حل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَىٰ بِالْأُنثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [8]

ترجمہ ''اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد، آزاد کے بدلے، غلام، غلام کے بدلے عورت، عورت کے بدلے ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔''

اسی طرح جو لوگ زمین میں فساد بڑپا کرتے ہیں اور چوری اور ڈکیتی جیسے مذموم کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں انکے سد باب کے لیے بھی اللہ نے سزائیں تجویز کی ہیں تاکہ یہ اعمال کرنے والا اپنا انجام سوچ لے اور برائی سے رک جائے۔ اور ایسے کاموں سے رک جو تنازعات اور فساد کا باعث ہوں

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ [9]

ترجمہ ''جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی انکی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔''

(۳) عقیدہ توحید تنازعات کا حل ہے

عرب قبائل کے قبل از اسلام اگر تنازعات کا جائزہ لیا جائے تو مشرک قبائل تنازعات میں ایسا ملوث ہوتے تھے کہ صدیاں بیت جاتیں مگر انکے تنازعات ختم نہ ہوتے اسکی وجہ قبائلی تفاخرات اور مشرکانہ عقائد تھے ہر کوئی اپنے من گھڑت دیوی دیوتا کو سب سے اعلیٰ وارفع سمجھتا تھا اور اکثر اوقات یہی باتیں انکی تنازعات کا باعث بن جاتیں لیکن اسلام نے آکر ان قبائلی تفاخرات کو ختم کیا اور ایک اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے پر زور دیا

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ [10]

ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب ملکر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گھڑے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔''

قبل از اسلام عرب میں مشرک لوگ اپنے اپنے دیوتا کا دین جو خود ساختہ ہوتا اس پر یقین رکھتے تھے اور ایک دوسرے

دین کی بات ماننے کی بجائے اسکا مذاق اڑاتے ایک کی خوبی کو دوسرے کی خامی سمجھتے تھے اسلیے انکے درمیان تصفیہ نہیں ہو پاتا اسلام میں ایک ہی دین کے پیروکار ہونے کی وجہ سے بہت سے مسائل کا حل نکل آتا ہے کیونکہ ہر کوئی اللہ کی بتائی ہوئی شریعت کو ماننے کا پابند ہے۔

Thus, if we look at the real root of these conflicts, polytheism becomes polytheism.In such a case, there was a need for orders that are from one God and are obligatory for all. Such orders could only come from God. So, in the environment of temptations of God, Allah Almighty sent Prophet Muhammad Mustafa (peace be upon him) and through him sent orders to the world which provide peaceful resolution of disputes along with many other benefits.Since nihilism is not an unnatural emotion, the teaching that came from the Holy Prophet (PBUH) did not completely ignore ita dhi-ul-Qurba, but included it as one of the basic units of a peaceful society. (11)

ترجمہ "یوں ان تنازعات کی اصل جڑ کو دیکھا جائے تو تعدد الہ) یعنی (polytheism بنتی ہے۔ایسے میں ایسے احکامات کی ضرورت تھی جو ایک خدا کی طرف سے ہوں اور سب کے لیے واجب الاطاعت ہوں۔ ایسے احکامات ایک خدا ہی طرف سے آسکتے تھے۔ پس تعدد الہٰ کے اس پر فتن ماحول میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ سے دنیا تک وہ احکامات پہنچائے جو دیگر بہت سے فوائد کے ساتھ ساتھ تنازعات کا پر امن حل بھی مہیا فرماتے ہیں۔چونکہ عصبیت بھی کوئی غیر فطری جذبہ نہیں، لہٰذا آنحضور ﷺ کے ذریعہ سے آنے والی تعلیم نے ایتاء ذی القربیٰ کو یکسر نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اسے پر امن معاشرے کی بنیادی اکائیوں میں شامل کیا"

منٹگمری واٹ بھی اپنی کتاب Muhammad at Mecca میں لکھتا ہے کہ قدیم عرب آپس میں بہت سے تنازعات کا شکار تھے صرف ایک قیادت نہ ہونے کی صورت میں اسی طرح نبی کریم ﷺ کو بھی شروعات میں کافی تنازعات کا سامنا کرنا پڑا

The frequent references in the Qur'an to Mu:lammad's opponents are largely concerned with their verbal criticisms of his message and of himself. (12)

ترجمہ "قرآن میں محمد ﷺ کے مخالفین کے بارے میں اکثر ذکر، ان کے زبانی انتقادات کے حوالے سے ہے، جو ان کی پیغام اور انتہائی خود کی حوصلہ افزائی کے خلاف تھے۔"

(۴)اسلامی جنگیں بھی تنازعات کے خاتمہ کا ایک ذریعہ ہیں

نبی کریم ﷺ جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے ایک فلاحی ریاست مدینہ میں قائم فرمائی اور پر امن طریقے سے وہاں رہنا چاہتے تھے لیکن کفار مکہ مسلسل آپ ﷺ کے رستوں میں رکاوٹیں ڈال رہے تھے بلکہ زبردستی آپ ﷺ پر جنگیں مسلط کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے دفاعی غزوات میں حصہ لیا جو بالا آخر تمام تنازعات کے خاتمے کا باعث بنے اور اسلام کی سربلندی کا سہرہ انھیں غزوات پر ہے۔

Thus, through Islamic wars, the Holy Prophet showed that defending oneself against the tyranny of the oppressor is not illegal in any way. Resolve disputes peacefully. Negotiate. Try to understand. And if the oppressor still persists in oppression, turn back his oppression and violence to him, if you have the power to do so. (13)

ترجمہ "یوں اسلامی جنگوں کے ذریعہ سے آنحضور ﷺ نے یہ دکھا دیا کہ ظالم کے ظلم کے خلاف اپنا دفاع کرنا کسی بھی

طرح ناجائز نہیں۔ تنازعات کو پر امن طریق سے حل کرو۔ مذاکرات کرو۔ افہام و تفہیم کرنے کی کوشش کرو۔ اور اگر ظالم پھر بھی ظلم پر کمربستہ رہے، تو اس کے جبر اور تشدد کو اسی کی طرف پلٹاؤ، اگر اس کی طاقت رکھتے ہو۔"

اسی بات کو قرآن پاک نے بیان کیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو انکو صلح کرنے کو کہیں اگر مان جائیں اور تنازعہ ختم ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ زیادتی کرنے والے گروہ کو بذریعہ طاقت روکا جائے۔ اسی طرح تنازعہ جڑھ سے ختم ہو گا ، پھر وہ جب راہ راست پر آجائیں تو انکے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں یہ نہ ہو کہ بغض سے کام لیں اور ہمیشہ کے لیے انکے دشمن ہی بنے رہو بلکہ پھر بھی عدل وانصاف سے کام لو۔

وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ.(14)

ترجمہ "اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

لہذا نبی کریم ﷺ نے جو جنگیں کیں انکا یہ ہرگز مطلب نہ تھا کہ عسکری قوت کے بلبوتے پر انسانیت کا خون ہی کر دیا جائے بلکہ اسکا مطلب صرف باطل کو جڑھ سے ختم کرنا تھا اور تنازعات کا کلی خاتمہ، امن امان قائم کرنا اور ایمان کا بول بھالا کرنا تھا اگر عسکری قوت کا ناجائز استعمال کرنا ہی مقصد ہوتا تو فتح مکہ کہ موقع پر کوئی بھی کافر جو مکہ میں رہائش پذیر تھا اس دن آپ ﷺ کے ہاتھوں سے بچ نہ پاتا لیکن آپ ﷺ نے تو ابو سفیان جیسے دشمن کو بھی امان دے دی بلکہ آپ ﷺ کے رحمۃ اللعالمین ﷺ ہونے کا ثبوت وہیں پر مل گیا جب آپ ﷺ نے نہ صرف اسکو امان دی بلکہ اسکے گھر کو دارالامان قرار دے دیا کہ جو کوئی اسکے گھر میں پناہ لے گا اسکو بھی امان ہے۔

"عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جاہ پسند آدمی ہے آپ ﷺ اسکو کوئی خاص عزت بخشیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جو شخص خانہ کعبہ میں پناہ لے گا اسکو امان دی جائے گی اور جو شخص ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پناہ لے گا وہ بھی امان میں رہے گا اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے گا وہ بھی امان میں رہے گا اور جو شخص راہ میں ملے گا اس سے بھی کوئی تعارض نہیں کیا جائے گا ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی یہ عزت افزائی دیکھ کر بہت خوش ہوئے"(15)

یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دور میں جو جنگیں لڑیں گئیں وہ تنازعات کے حل کے لیے تھیں ذاتی انتقام یا دنیا میں عزت ومقام حاصل کرنے کا ذریعہ نہ تھیں انتہائی شدید جنگ کے دوران بھی آپ ﷺ نے جنگ کو اصول وضوابط کے تحت لڑا دشمن کے بچوں اور عورتوں سے کوئی تعارض نہیں کیا گیا کسی غیر مسلح انسان کو مارنے کی اجازت نہیں اور کسی بوڑھے کو نہیں مارا جائے گا آج کے دور میں ایسے اصولوں پر کم ہی عملدرامد ہوتا ہے بلکہ دشمنوں کے بچوں کو بھی غیض وغضب کا نشانہ بنایا جاتا ہے جب کہ اسلامی جنگیں ایسی بہیمانہ مثالیں پیش نہیں کرتیں۔

So the wars fought during the era of the founder of Islam had the color of a practical training for conflict resolution. In this era, through these wars, it was revealed to the world that war does not mean shedding the blood of humanity for the sake of shedding human blood.The Islamic war explained that the child should be safe in all circumstances. If a woman is not involved in war, she should not be touched. Even if included, he should be treated with respect as a prisoner of war. A helpless and helpless man in old age should not be thrown into the blind fire of war. Even the tree should not be destroyed.So the Islamic wars actually carried the message of Saath-e-Saad. The insecurity of the present time also requires that the establishment of peace and reconciliation should be kept in mind in the resolution of conflicts. .[16]

ترجمہ ”پس بانیٔ اسلام ﷺ کے دَور میں لڑی جانے والی جنگیں تنازعات کے حل کے لیے ایک عملی تربیت کا رنگ لیے ہوئے تھیں۔ اس دَور میں ان جنگوں کے ذریعہ دنیا پر یہ کھلا کہ جنگ کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کا خون کرنے کے لیے انسانیت کا خون کر دیا جائے۔ اسلامی جنگ نے تو یہ سمجھایا کہ بچہ ہر حال میں محفوظ رہے۔ عورت اگر جنگ میں شامل نہیں، تو اسے چھوا بھی نہ جائے۔ اگر شامل ہے تو بھی جنگی قیدی کے طور پر اس کے ساتھ عزت کا سلوک کیا جائے۔ پیرانہ سالی میں بے بس اور لاچار آدمی کو جنگ کی اندھی آگ میں نہ جھونکا جائے۔ یہاں تک کہ درخت کو بھی گزند نہ پہنچائی جائے۔ پس اسلامی جنگیں دراصل اپنے اندر ایک ساعتِ سعد کا پیغام لیے ہوئے تھیں۔ موجودہ زمانہ کی بد امنی بھی اسی بات کی متقاضی ہے کہ تنازعات کے حل میں امن اور آشتی کے قیام کو مد نظر رکھا جائے۔“

یہاں تک کے اللہ ربّ العزت امن کو اسقدر پسند کرتے ہیں کہ مکہ میں ہر طرح کا لڑائی جھگڑا اور خون خرابہ حرام ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں بیان ہوا ہے کہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال " حرم اللہ مکۃ، فلم تحل لأحد قبلی ولا لأحد بعدی، أحلت لی ساعۃ من نہار [17]

ترجمہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم کیا ہے۔ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے (یہاں قتل و خون) حلال تھا اور نہ میرے بعد ہو گا اور میرے لیے بھی تھوڑی دیر کے لیے (فتح مکہ کے دن) حلال ہوا تھا۔“

(۵) آپ ﷺ تنازعات کو ختم کرنے کی پوری کوشش فرماتے۔

آپ ﷺ تنازعہ کو ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے تھے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے والد کی وفات ہوئی تو ان پر بہت سا قرض تھا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس جو کھجوریں تھیں وہ والد کے قرض اتارنے سے بہت کم تھی لوگ ان کے ساتھ لڑائی جھگڑا کر رہے تھے اور ان سے کھجوریں لینے کے لیے تیار نہ تھے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپ ﷺ بنفس نفیس خود انکے ساتھ انکے کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے تا کہ کوئی جھگڑا کھڑا نہ ہو اسطرح آپ ﷺ کی ہدایت پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا تو ایک بہت بڑے تنازعہ کو روک لیا گیا

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَائَكَ فَأَوْفِهِمْ قَالَ فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ لِي ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا [18].

ترجمہ ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے کر تشریف لائے اور ان کے نزدیک بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت کی دعا مانگی پھر مجھ کو حکم فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا لو اور تم ان

کو ادا کرنا شروع کر دو۔ میں نے اس قسم کا کوئی شخص نہیں چھوڑا کہ جس کا میرے والد صاحب کے ذمہ قرض باقی ہو اور میں نے وہ قرضہ ادا نہ کیا ہو اور اس کے بعد بھی میرے پاس تیرہ وسق کھجور باقی رہ گئی"

ایک دفعہ دو صحابی حضرت عبد اللہ سہل اور انکے بھائی حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ خیبر کی جانب کھجوریں خریدنے گئے۔ کیونکہ وہ غریب تھے پھر کسی نے آکر حضرت محیصہ کو کہا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے اور انکی لاش کنویں میں پڑی ہوئی ہے جو کہ خیبر کی سرزمین پر ہے جب یہودیوں سے پوچھ گچھ کی گئی کہ یہ قتل تم لوگوں نے کیا ہے تو یہودی صاف مکر گئے اور کہا کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ قتل ہم نے نہیں کیا تو آپ ﷺ نے حضرت حویصہ، حضرت محیصہ اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہودی اس قتل سے انکار کرتے ہیں اب آپ لوگوں کو دیعت نہیں دیں گے آپ ﷺ نے جنگ کی تیاری کی لیکن جب یہودیوں نے کہا کہ قتل ہم نے نہیں کیا تو آپ ﷺ نے تنازعہ کو ختم کرنے کے لیے اس قتل کا خون بہا خود ادا فرما دیا

فوداہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عندہ مائۃ ناقۃ حتی اُدخلت الدار[19] (الصحیح بخاری 2004 رقم الحدیث 7192)

ترجمہ "چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے سو اونٹوں کی دیت ادا کی اور وہ اونٹ گھر میں لائے گئے۔"

اسی طرح کعب رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ نے انکا قرض دینا تھا اور حضرت کعب نے اونچی آواز میں اسکا تقاضا مسجد میں کیا آواز اونچی ہونے کے سبب آپ ﷺ نے بھی اپنے حجرہ مبارک میں اس بات کو سماعت فرمایا یہ ایک تنازعہ کا ساسماں تھا جبکہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں سے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ مقروض کے لیے آسانی پیدا کیجیے اور قرض میں کچھ کمی کر دیں

حتی کشف سجف حجرتہ فنادی "یا کعب". قال لبیك یا رسول الله. قال "ضع من دینك هذا". فأومأ إلیه، أي الشطر. قال لقد فعلت یا رسول الله. قال "قم فاقضه"[20]

ترجمہ "آپ نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر پکارا اے کعب! انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے قرض میں سے اتنا کم کر دے اور آپ نے آدھا قرض کم کر دینے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کم کر دیا۔ پھر آپ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھ اب قرض ادا کر دے۔"

لہٰذا آپ ﷺ کی ایک حکمت عملی سے تنازعہ حل ہو گیا۔ بلکہ آپ ﷺ ہر تنازعہ کو صلح صفائی سے حل فرماتے تھے تاکہ مسلہ حل بھی ہو جائے اور کوئی فریق دل سے ناراض بھی نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریقین کو آپس میں صلح کرنے کی تلقین فرماتے اور نزاع کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے، حتی کہ اگر کسی معاملہ میں کوئی ذمہ داری نہ لیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے مظلوم کی مدد فرماتے

(٦) عدل و انصاف بھی تنازعات کو حل کرنے میں مدد و معاون ہیں

جن معاشروں میں سے عدل و انصاف سے کام لیا جاتا ہے وہاں تنازعات کا شروع ہونا ہی ناممکن ہے آپ ﷺ اپنے ہر معاملے میں عدل سے کام لیتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کو تقسیم فرما رہے تھے اور مال غنیمت کا سامان جس میں سونا چاندی شامل تھا حضرت بلال رضی اللہ

عنہ کی گود میں رکھا ہوا تھا جب آپ ﷺ ابھی تقسیم فرما ہی رہے تھے کہ ایک شخص بولا کہ آپ ﷺ انصاف کیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمھارا برا ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا

فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ بَعْدِي إِذَا لَمْ أَعْدِلْ(21)۔

ترجمہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو جب میں عدل نہیں کروں گا تو میرے بعد کون عدل کرے گا۔"

لیکن عدل اسی طور پر قائم ہو گا جب اسی قرآن پر ایمان لایا جائے جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا ہے اور اسی شریعت پر عمل کیا جائے آپ ﷺ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں اور آپ ﷺ کو اپنے اندر حکم مانا جائے اور آپ ﷺ کے فیصلے کو بغیر چون چرا کے قبول کیا جائے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا(22)

ترجمہ "سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔"

ایک دفعہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے درمیان زمین کو سیراب کرنے کا مسلہ در پیش ہوا آپ ﷺ نے انصاری کے حق میں بھی شفقت فرمائی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ پہلے اپنے کھیتوں کو پانی لگالیں اسکے بعد پانی انصاری بھائی کو دے دیا جائے لیکن اس پر انصاری نے یہ اعتراض کیا کہ کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد ہیں اسلیے آپ ﷺ نے انکے حق میں فیصلہ کیا ہے آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خود پانی لگا کر بعد میں بند کر دینا کیونکہ آپ ﷺ انصاری کے حق میں نرمی برت رہے تھے جسکی انھوں نے قدر نہ کی کیونکہ پہلے زمین حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تھی اسلیے پہلے پانی بھی انھیں کا لگانا بنتا تھا۔

"اور بتادیا گیا کہ حبیبِ خدا، محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم کو تسلیم کرنا فرضِ قطعی ہے۔ جو شخص تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا وہ کافر ہے، ایمان کا مدار ہی اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم کو تسلیم کرنے پر ہے۔"(23)

اسی طرح بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا تو اس قبیلے کے لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سفارش کروائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے لوگ صرف اسلیے برباد ہو جاتے کہ امیر گناہ کرتا تو چھوٹ جاتا اور غریب سے جرم سرزرد ہوتا تو اس پر حدود جاری کر دی جاتیں۔

ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا(24)

ترجمہ "تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان کا کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اللہ کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا"

یہاں تک کہ بدی کے کاموں سے بچنے کے ساتھ ساتھ قرآن نے برائی میں تعاون سے بھی سختی سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ عدل سے کام لینا چاہیے بیشک فیصلہ دشمن کے حق میں ہی کیوں نہ ہو کسی کے ساتھ دشمنی اس بات پر نہ ابھارے کہ انسان سچ بات کہنے سے گریز کرے

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[25]

ترجمہ "جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر امادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ ظلم زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو"

(۷) تنازعات کے پیدا ہونے سے پہلے اس سے بچنا

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ تنازعہ ہونے سے پہلے ہی اسکو روک دیا جائے جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ کسی کے ماں باپ کو گالی دیں گے تو گویا آپ نے اپنے ماں باپ کو گالی دی کیونکہ وہ بدلے میں آپکے ماں باپ کو گالی دے گا اس طرح تنازعہ پیدا ہو گا اور اسکے ساتھ ساتھ اسکو گناہ کبیرہ تصور کیا

انَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ[26]

ترجمہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں کہ کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو اپنے باپ کو گالی دیتا ہے اور کوئی کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اپنی کی ماں کو گالی دیتا ہے۔"

یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں تنازعات کو یہاں تک ختم کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر کسی کے بت کو بھی گالیاں نہ نکالو ورنہ وہ بدلے میں مسلمانوں کو انکے رب کے متعلق برا بھلا بھولیں گے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[27]

ترجمہ "اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالٰی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جاہلانہ ضد سے گزر کر اللہ تعالٰی کی شان میں گستاخی کریں گے ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ بھی کیا کرتے تھے۔"

(۸) غیر مسلموں سے سلوک

آپ ﷺ جب کوئی معاہدہ کرتے تو اسکی پاسداری فرماتے چاہے وہ غیر مسلموں سے ہی کیوں نہ ہو جیسے آپ ﷺ نے میثاق مدینہ میں جو معاہدہ کیا اسکے عوض یہودیوں کو مسلمانوں کے مساوی حقوق دے دیے گئے

ترجمہ "میثاق مدینہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہودی قبائل کو ریاست سے وفاداری کے عوض تمام

شہری حقوق عطا کیے۔ "[28]

قرآن پاک میں بھی غیر مسلموں کے ساتھ کسی زیادتی کی کوئی گنجائش نہیں جب تک کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کوئی چالیں نہیں چلتے۔

لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ [29]

ترجمہ "جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالٰی تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالٰی تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس سے نکال دیا اور دیس سے نکال دینے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ (قطعاً) ظالم ہیں۔"۔

(۹) قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل

دنیا بھر میں جو بھی تنازعات ہے اگر مسلمان سچے دل سے ان سے چھٹکارہ چاہتے ہیں تو قرآن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں اور قرآنی تعلیمات پر عمل کریں

ترجمہ "آج بھی مسلمان جن بلاؤں میں مبتلا اور جن حوادث و آفات سے دوچار ہیں، اگر بصیرت سے کام لیا جائے تو ان کے سب سے بڑے سبب یہی دو ثابت ہوں گے، قرآن کو چھوڑنا اور آپس میں لڑنا۔ غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے۔ قرآن پر کسی درجے میں بھی عمل ہوتا تو خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی۔"[30]

(۱۰) انتہا پسندی کا خاتمہ

عموماً انسان جس دین یا مسلک سے تعلق رکھتا ہے اسکو سب سے بہتر اور دوسرے کو کمتر سمجھتے ہوئے کسی کی بھی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہے اور نہ ہی کسی کے مسلک کو آسانی سے اپناتا ہے بلکہ اپنی سوچ کے خلاف بات کے ہوتے ہی سخت قسم کے رویوں کو اپنایا جاتا ہے جو شدید تنازعہ کا باعث بنتے ہیں اور نرم بات کرنے یا سننے کی بجائے سخت حالات پیدا کر دیے جاتے ہیں جبکہ قرآن میں اچھے طریقے سے بحث کرنے کی تلقین کی گئی ہے

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ [31]

ترجمہ "اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے پورا واقف ہے "

بعض اوقات انتہا پسندی کی ایک وجہ دین کی غلط تشریح کر کے اپنے نظریات کا پرچار کیا جاتا ہے اور صحیح بات کرنے والے کو دشمنی کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے حالانکہ جو بات بھی کرنی ہو قرآن و سنت سے اسکا حل نکالنا چاہیے اور جو راہ حق پر ہو اسکا ساتھ دینا چاہیے

Islam faces challenges from extremism, which represents a distortion of the religion's teachings. Extremism arises when individuals misinterpret Islamic principles, resorting to violence, intolerance, and exclusion. These extremists often propagate a narrow and radical ideology, causing harm to others and tarnishing the image of Islam. To counter extremism, Muslims must uphold the true essence of peace in Islam and promote the values of compassion, tolerance, and understanding that the Prophet Muhammad exemplified.(32)

ترجمہ "نمائندگی کرتا ہے۔ انتہا پسندی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب افراد اسلامی اصولوں کی غلط تشریح کرتے ہیں، تشدد، عدم برداشت اور اخراج کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ انتہا پسند اکثر تنگ نظر اور بنیاد پرست نظریے کا پرچار کرتے ہیں، دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور اسلام کی شبیہ کو داغدار کرتے ہیں۔ انتہا پسندی کا مقابلہ کرنے کے لیے، مسلمانوں کو اسلام میں امن کے حقیقی جوہر کو برقرار رکھنا چاہیے اور ہمدردی، رواداری، اور فہم کی ان اقدار کو فروغ دینا چاہیے جن کی مثال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔"

(II) باہم مشورہ تنازعات کا حل

اسلام معاملات کو حل کرنے کے لیے باہم مشورے پر بہت زور دیتا ہے ویسے تو جو کام مشورے سے کیے جائیں ان میں تنازعات کا احتمال ویسے ہی کم ہوتا ہے لیکن اگر تنازعات ہو بھی جائیں تو انکو مشورے سے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ(33)

ترجمہ "اور اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے دیتے ہیں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی باہم مشاورت پر بہت زور دیتے تھے اگر اختلاف ہو تو یہ بات پسندیدہ ہے لیکن اس اختلاف کو تنازعہ کا باعث نہیں ہونا چاہیے

تشاوروا فی أمركم، فإن كان اثنان واثنان فارجعوا فی الشوری، وإن كان أربعة واثنان فخذوا صنف الأكثر.(34)

"ترجمہ "اپنے امور میں باہمی مشورہ کیا کرو۔ اگر کسی مسئلہ پر تمہاری رائے' دو اور دو میں مساوی تقسیم ہو جائے تو پھر اسے شوریٰ میں لے جاؤ۔ اگر رائے کی تقسیم چار اور دو میں ہو جائے تو اکثریتی رائے کو اپنا لو۔"

چونکہ آج مسلمانوں کا اختلاف تنازعات کا باعث بنا ہوا ہے اسلیے انکا وقار مجروح ہو رہا ہے لہذا اپنے کاموں میں مشورہ کریں اور تنازعات کو حل کریں لہذا حاصل بحث یہ ہے کہ اپنے نظریات کو دوسروں پر تھوپنے کی بجائے ہر کسی کے خیالات کا احترام کیا جائے اور جو بھی فیصلہ کرنا ہو قرآن اور سنت کو سامنے رکھ کر کرنا چاہیے نا کہ اپنے خاندان کے یا علاقے کے رسم و رواج کو مقدم سمجھتے ہوئے اور جھوٹی انا کی تسکین کے لیے بہت سی حق پر مبنی باتوں کو پس پشت ڈال دیا جائے اور ہر بات کو اپنی ذات کے ساتھ منسلک کرکے لوگوں کے لیے اپنے دل میں بغض کو جگہ دے دی جائے اسی لیے آج تنازعات کا حل ایک ہی ہے کہ امت مسلمہ

قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی سوچ کا دائرہ وسیع کرے۔

ترجمہ "لہٰذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ باہمی تفرقہ اور انتشار کا شکار رہنے کی بجائے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرے اور ایک دوسرے کے اختلافات کو مخالفت اور تنازعات میں نہ بدلے بلکہ اختلافِ رائے کا احترام کرتے ہوئے دینِ اسلام کے فروغ کے لیے اپنی کاوشوں کو صرف کرے۔ اس حوالے سے مسلمانوں کے لیے اسلامی تاریخ کے قرونِ اولیٰ و وسطیٰ میں ایک قابل تقلید نمونہ موجود ہے۔"[35]

نتائج بحث:

اسلام ایک فطری دین ہے اور امن کا داعی ہے، تنازعات کو شروع ہونے سے پہلے ہی اسکو سدّباب چاہتا ہے اور اگر تنازعات شروع ہو جائیں تو اسکو حل کرنے کے لیے بھی اسلام اسکا حل پیش کرتا ہے

- اسلام میں تنازعات کا سب سے بہتر حل عقیدہ توحید پر کامل یقین ہے جب انسان ایک رب پر یقین کرتا ہے تو بہت سے فسادات سے خود ہی بچ جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کی ذات کو قرآن مجید میں اسوہ حسنہ کہا ہے اور آپ ﷺ کو نرمی عطا فرمائی تا کہ لوگ آپ ﷺ کے آس پاس جمع ہو سکیں اگر آپ ﷺ سخت گیر ہوتے تو لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد جمع نہ ہو پاتے
- اسی طرح اگر کوئی کسی ایک کو قتل کرے گا تو وہ پوری دنیا کو قتل کرنے کے مترادف ہو گا
- قصاص کو لازم ٹھہرایا جان کا بدلہ جان اور جسم کے باقی اعضاء کا بھی ویسے ہی بدلہ ہے
- آپ ﷺ اکثر اوقات دوسروں کے قرضے خود ادا فرما دیتے تا کہ بات تنازعات تک نہ پہنچ جائے
- جب بھی بات بحث و مباحثہ تک پہنچ جائے تو نرمی سے بات کریں اور اچھے طریقے سے بحث کی جائے
- دوسروں کی غلطیوں سے در گزر کرنا بھی ثواب ٹھہرایا گیا لہذا اسلام میں تنازعات کی روک تھام اور اسکے سدّباب کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] الاحزاب؛ 21:33۔

[2] مبارکپوری، صفی الرحمٰن مولانا، "الرحیق المختوم،" المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور؛ 2000، ص:89۔

(3) شوقی، ابو خلیل ڈاکٹر "اٹلس سیرت نبوی ﷺ" دارالسلام کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ، 2004؛ ص:103

(4)" الرحیق المختوم،" ص:90

(5)" الرحیق المختوم،" ص:93

(6) المائدہ؛ 32:5

(7) البقرہ؛ 179:2

(8) البقرہ؛ 178-179:2

(9) المائدہ؛ 33:5

(10) آل عمران؛ 103:3

(11)https://www.alfazl.com/2020/10/31/23972A comparative analysis of conflict resolution in Jahiliyya and Islam،Asif Mahmood Basit (alfjal) 31.10.2020.

(12)WATT, W. MONTGOMERY; MUHAMMAD AT MECCA, publisher, Oxford University Press, Amen House, London E.C.4 (1960) p:123

(13)https://www.alfazl.com/2020/10/31/23972A comparative analysis of conflict resolution in Jahiliyya and Islam،Asif Mahmood Basit (alfjal) 31.10.2020.

(14) الحجرات؛ 9:49

(15) نجیب آبادی، اکبر شاہ خان "تاریخ اسلام" ناشر، القادسیہ ۴ لیک روڈ چوبرجی لاہور، 2004، ج:1؛ ص:253

(16) Khan, Muhammad Bahar, Dr Nasir Ali Khan Saad Jaffar, Muhammad Waseem Mukhtar, Kashif Mehmood, and Waqar Ahmad. "Transition of Khilafat-E-Usmania from an Empire to Republic under the Treaty of Lausanne and Its Geopolitical and Economic Impacts on Muslim World." *Transition* 14, no. 12 (2020).

(17) بخاری، محمد بن اسمعیل "الصیح بخاری" دارالکتب علمیہ۔ 2004، رقم الحدیث:1349

(18) نسائی، الامام الحافظ ابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب "سنن نسائی" ناشر اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور پاکستان، 1985ء رقم الحدیث:3676

(19) الصحیح بخاری رقم الحدیث:7192

(20) الصحیح بخاری رقم الحدیث:2418

(21) ابن ماجہ۔ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، دار الکتب العلمیۃ–بیروت تاریخ دمشق(1998ء)؛رقم الحدیث:172

(22) النساء;65:4۔

(23) قادری عطاری، مفتی محمد قاسم،"صراط الجنان فی تفسیر القرآن"ناشر مکتبہ مدینہ باب المدینہ کراچی،2018؛ج:1؛ص:268

(24) ترمذی۔ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ"جامع ترمذی" دار الکتب العلمیۃ–بیروت تاریخ دمشق ء1998رقم الحدیث:1468

(25) المائدہ;2:5

(26) مسلم،ابن حجاج نیشاپوری" صحیح مسلم"دار لکتب المصریہ 1937ء رقم الحدیث:169

(27) الانعام108:6

(28) Jaffar, Saad, and Nasir Ali Khan. "ENGLISH-THE RIGHTS AND DUTIES OF MINORITIES IN ISLAMIC WELFARE STATE AND ITS IMPLEMENTATION IN THE CONTEMPORARY WORLD." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 7, no. 2 (2021): 36-57.

(29) الممتحنہ؛;60:9-8

(30) Jaffar, Saad. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." *Journal of Positive School Psychology* 6, no. 8 (2022): 7762-7773.

(31) النحل;125:16

(32) *https://alquranclasses.com/peace-in-islam*<u>*Peace in Islam | Contribution and 8 teaching of Holy Prophet*</u>*, ' by Khadija Mudassar | Aug 4, 2023*

(33) الشوریٰ;38:42

(34) ابن سعد، محمد بن سعد "الطبقات الکبری"پبلشر دار الکتب العلمیہ؛61,1998 :3

(35) ajmal Khan, Muhammad. "ENGLISH-IMPORTANCE OF DA'WAH IN ISLAM: A REVIEW OF THE PROPHET'S DA'WAH STRATEGIES IN STATE OF MADINA." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 8, no. 1 (2022): 83-103.